

جلالہ حیوان: شرعی قواعد کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Standard And Legality of Jalalah Animal Among Animal Foods: A Research Study

Asad Lateef

M.Phil Scholar Riphah International University Faisalabad Campus

Email: asadlateef20@gmail.com

Hafiz Muhammad Kashif

PhD Scholar Department of Usool ul Deen, University of Karachi

Email: 786kashif2015@gmail.com

Hafiz Muhammad Ramzan

PhD Scholar, Department of Usool ul Deen, University of Karachi

Email: ramzannciba@gmail.com

Abstract

Islam is an eternal religion. Consisting upon divine wisdom, its instructions are eternal and everlasting. Islam teaches us how to shape our lives aligned to the nature. Allah (SWT) has enjoined upon us certain limits about Halal and Haram things. The things, Islam has allowed to eat and drink, spend, wear and live with, are all Halal and those are Haram from which it has prohibited. Anything that is originally Halal, but due to certain reasons, the Shariah has disapproved or has asked not to use or leave it, is called "Maqroh" in sharia term. When that reason is removed, it will automatically become Halal. Among human foods, meat which is also called "chief of all foods" is very important. It is obtained from cow, bison, camel, ostrich, chicken and fish. When animals eat Haram food, bad odor comes out of their meat making it disgusting for the sober minded person to eat. By definition, such animal is called "Jalalah". People are always confused about such animals due to lack of sharia knowledge. In the current article, Jalala will be researched in the light of Sharia principles to see what order Sharia gives about it. And what is the right way, if such animal is to be consumed? So that, people can differentiate between Halal and Haram food with due care.

Keywords: Jalalah Animal, Haram, Halal, Animal Foods, Halal Foods

دین اسلام ایک ابدی دین ہے جس کے احکام کو اُلوہی حکمت پر مبنی ہونے کی وجہ سے بقا اور دوام حاصل ہے، یہ ہمیں فطرت کے مطابق زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر حلال و حرام کی کچھ حدود مقرر کی ہیں۔ جن چیزوں کے کھانے پینے، رہنے سہنے، پہننے، استعمال کرنے اور برتنے کی اسلام نے اجازت دی ہے وہ سب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حلال ہیں اور جن چیزوں سے اسلام نے روکا ہے وہ سب اپنی اپنی حیثیت کے مطابق حرام ہیں۔ کوئی بھی چیز جو اصلاً حلال ہو لیکن شریعت نے اسے کسی علت کی وجہ سے ناپسند کیا ہو اور اسے چھوڑنے، اس کے استعمال سے منع کیا ہو، تو اسے شریعت کی اصطلاح میں "مکروہ" کہا گیا ہے۔ جب وہ علت ختم ہو جائے گی تو اس کا استعمال بھی جائز ہو جائے گا۔ انسانی غذاؤں میں گوشت جسے "سید الطعام" کہا گیا ہے۔ بہت اہمیت رکھتا ہے، یہ

مختلف حیوانوں: بکرا، گائے، بھینس، اونٹ، مرغی، شتر مرغ، مچھلی وغیرہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ حیوانات کے حرام غذا کھانے کی وجہ سے ان پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں مثلاً اس حیوان سے، اس کے گوشت سے بدبو آتی ہے، گھن آتی ہے، جسے سلیم طبع شخص پسند نہیں کرتا ایسے جانور کا گوشت کھانا گوارا نہیں کرتا؛ اصطلاح میں ایسے حیوان کو "جَلَالُہ" کہا جاتا ہے، جس کے بارے میں آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے عوام میں بڑی تشویش رہتی ہے؛ جن سے آگاہی بہت ضروری ہے۔ اس مضمون میں "جلالہ حیوان" کے متعلق وضاحت کی جائے گی۔ کہ شریعت میں ایسے حیوان کا کیا حکم ہے؟ اور ایسے حیوان کو اگر استعمال میں لانا ہو تو اس کا طریقہ کیا ہے؟ تاکہ عوام الناس میں اضطراب کم ہو اور ایسے حیوان میں فرق جان کر احتیاط کر سکیں۔

سب سے پہلے ہم حلال و حرام، مکروہ تحریمی و تنزیہی کی تعریفات ذکر کریں گے تاکہ بات مکمل طور واضح ہو جائے، اس کے بعد "جلالہ حیوان" کے متعلق فقہاء اربعہ کے نظریات ذکر کریں گے ان شاء اللہ۔

دین اسلام اللہ کا دین ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ⁽¹⁾

"بے شک اللہ کے نزدیک دین "اسلام" ہی ہے"

اس لیے اسلام میں ہر وہ چیز حلال ہے جس کو رب کریم نے حلال فرمایا ہے اور اسلام میں ہر وہ چیز حرام ہے جس کو رب کریم نے حرام فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں اس بات کا اعلان بھی فرمادیا گیا۔

قرآن میں حکم حلت و حرمت:

سورۃ المائدہ میں ارشاد ہوا:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنَازِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ⁽²⁾

"تم پر حرام کیا گیا ہے مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکڑا کر کھا کر مر رہا ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو، سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا۔"

سورۃ المائدہ آیت نمبر 4 میں ہے:

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ⁽³⁾

"لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ان کے لیے کیا چیزیں حلال کی گئی ہیں، آپ (ان سے) فرمادیں کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کر دی گئی ہیں"

سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ⁽⁴⁾

"اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی بندگی بجالاتے ہو۔"

سورۃ طہ میں ارشاد ہوا:

كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي وَمَن يَحِلَّ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ⁽⁵⁾

"ان پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں روزی دی ہے اور اس میں حد سے نہ بڑھو ورنہ تم پر میرا غضب واجب ہو جائے گا اور جس پر میرا غضب واجب ہو گیا سو وہ واقعی ہلاک ہو گیا۔"

سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ⁽⁶⁾

"اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال پاکیزہ ہیں، ان کو کھاؤ، اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

سورۃ النحل میں ارشاد ہوا:

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ⁽⁷⁾

"سو اللہ کے دیئے ہوئے حلال طیب رزق میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔"

سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوا:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ⁽⁸⁾

"اور ان کے لئے پاکیزہ چیزیں کو حلال کرے گا اور ناپاک چیزوں کو حرام کرے گا۔"

ان مذکورہ آیات میں "طیبات" کھانے اور "خبائث" سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

لفظ "طیب" کی تشریح و توضیح:

لفظ "طیب" کا مفہوم بہت وسیع ہے، چنانچہ اس کا اطلاق اس چیز پر بھی ہوتا ہے جو مادی اعتبار سے اچھی ہو، اور اس چیز پر بھی جو عقلی اور اخلاقی اعتبار سے اچھی ہو، نیز صفت کے طور پر بھی اس کا استعمال ہے، اسی لئے اچھے شخص پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

"طَابَ يَطِيبُ طَيْبًا وَطَابًا وَطَيْبَةً وَتَطْيَابًا" کے معنی لذیذ ہونا، میٹھا ہونا اچھا اور عمدہ ہونے کے ہیں۔ "طَابَتْ النَّفْسُ بِكَذَا" اس وقت بولا جاتا ہے، جب دل کو کوئی چیز اچھی لگے، دل خوش ہو جائے، دل کو پسند آجائے۔⁽⁹⁾

امام راجب اصفہانی نے مفردات القرآن میں ذکر کیا ہے:

طَابَ الشَّيْءُ يَطِيبُ طَيْبًا فَهُوَ طَيْبٌ" کے معنی کسی چیز کے پاکیزہ اور حلال ہونے کے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا "فَأَنكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ۔"⁽¹⁰⁾ "تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔" اور ((فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا))⁽¹¹⁾ "پھر اگر وہ خوش دلی سے مہر میں سے تمہیں کچھ دے دیں تو اسے پاکیزہ، خوشگوار (سمجھ کر) کھاؤ۔"

اصل میں "طَيْبٌ" اسے کہا جاتا ہے جس سے انسان کے حواس بھی لذت یاب ہوں اور نفس بھی اور شریعت کی رو سے "الطَّعَامُ الطَّيِّبُ" اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو جائز طریق سے حاصل کیا جائے اور جائز جگہ سے جائز اندازہ کے مطابق لیا جائے۔⁽¹²⁾

علامہ آلوسی (متوفی: 1270ھ) سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 157 کے تحت لکھتے ہیں: فسر الاول بالاشياء التي يستطيبها الطبع كالشحوم، الثاني بالاشياء التي يستخبثها كالدِّم، فتكون الآية دالة على ان الاصل في كل ماتستطيبه النفس ويستلذه الطبع الحل، وفي كل ماتستخبثه النفس، ويكرمه الطبع، الحرمة، الادلل منفصل، وفسر بعضهم الطيب بماطاب في حكم الشرع، الخبيث بما خبت فيه كالربا والرشوة⁽¹³⁾

"پہلے لفظ یعنی "طیب" کی تفسیر ان شئیوں سے کی گئی ہے جنہیں طبیعت عمدہ اور خوشگوار سمجھے جیسے چربی، اور دوسرے لفظ "خبائث" کی تفسیر ان اشیاء سے کی گئی ہے جنہیں طبیعت بری اور گندی سمجھے جیسے خون، لہذا آیت اس بات کی دلیل ہو گئی کہ ہر وہ چیز جسے طبیعت خوشگوار اور لذیذ پائے، اس میں اصل حلت ہے، اور وہ چیز جسے طبیعت گندی اور ناپسندیدہ سمجھے، اس میں اصل حرمت ہے؛ مگر یہ کہ کوئی دلیل حلت کی ہو، اور بعض علماء نے "طیب" کی تفسیر اس چیز سے کی ہے جو شریعت کے حکم میں اچھی ہو، اور "خبیث" کی تفسیر اس چیز سے کی ہے جو شریعت کے حکم میں گندی اور بری ہو جیسے سود اور رشوت"

علامہ ابن عاشورہ (متوفی: 1973ء) رقمطراز ہیں:

"الطيب هو ما تستطيبه النفوس بالادراك المستقيم السليم من الشذوذ، وهي النفوس التي تشتبهى الملائم الكامل او الراجح، بحيث لا يعود تناوله بضر جسماني او روحاني"⁽¹⁴⁾

"طیب وہ چیز ہے جسے طبیعتیں انحراف سے محفوظ درست احساس کے ذریعہ سمجھیں، اور یہ وہ طبیعتیں ہیں جو کامل یا رائج مناسب شئی کو چاہتی ہیں، اس طرح کہ اس شئی کا استعمال جسمانی یا روحانی ضرر کا سبب نہ بنے۔"

"طیب" شئی کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے حلال ہو؛ قرآن کریم میں (فانكحوا ما طاب لكم) میں انہیں عورتوں سے نکاح کرنے کا کہا گیا جن سے شریعت میں نکاح کرنا حلال ہے اگر وہ محرماتِ نکاح سے ہوں (چاہے وہ حرمت نسب، رضاعت یا مصاہرت کی وجہ سے ہوں) تو قرآن کی اس آیت کے حکم میں نہیں آئیں گی، چہ جائے کہ بندے کو پسند ہوں۔

اسی طرح غذاؤں میں بھی کئی چیزیں "طیب" (پسند ہونا، اچھا لگنا) ہوتی ہیں۔ تو اس کے لیے اصلاً حلال ہونا ضروری ہے۔ اسی لیے قرآن میں "حَلَالًا طَيِّبًا" کے لفظ آئے ہیں پہلے لفظ "حلال" کا ذکر کیا اس کے بعد اس کی صفت "طیب" ذکر کی۔ بعض اوقات غذاؤں میں کوئی چیز حلال ہوتی ہے لیکن بندے کو پسند نہیں ہوتی، وہ چیز اس کے لیے حلال تو ہے لیکن اس کے لیے "طیب" (پسند) نہیں ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو بندے کو پسند تو ہوتی ہیں لیکن وہ حلال نہیں ہوتیں، اس لیے وہ چیزیں اس کے لیے "طیب" تو بنیں گی لیکن حلال نہیں ہوں گی۔ اس لیے ان کا استعمال جائز نہیں ہو گا۔

غذا کے انسانی تہذیب پر اثرات:

اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کے لئے پاکیزہ غذاؤں کو حلال، اور گندی غذاؤں کو حرام فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس حکم میں بھی بے شمار حکمتیں ہیں۔ زندگی کے کسی بھی شعبے میں جب ہم ان احکام اور پابندیوں کی مخالفت کرتے ہیں تو طرح طرح کے مسائل اور پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اسی طرح جب ہم کھانے پینے کی اشیاء میں شریعت کے احکامات سے ہٹتے ہیں، تو اس کا نتیجہ خطرناک بیماریوں اور بہت سے پیچیدہ مسائل کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ اتنی بات تو بالکل واضح ہے کہ ہر غذا کی تاثیر ہوتی ہے۔ حرام غذا سے جو جسم پر ورش پاتا ہے، وہ نہ صرف باطنی بلکہ ظاہری طور پر بھی بہت سی برائیوں اور موزی وبائی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مثلاً خنزیرِ حرص، بے حیائی، بے غیرتی اور نجاست خوری میں مشہور ہے۔

صاحب موسوعہ الفقہ الاسلامی نے لکھا ہے کہ غذا اثر رکھتی ہے۔

الطعام يتغذى به الانسان وينعكس اثره على اخلاقه وسكونه فالاطعمة الطيبة يكون اثرها على الانسان طبعاً ونافعاً كالثمار، والحبوب----- والاطعمة الخبيثة يكون اثرها على الانسان خبيثاً وضاراً كالميتة والسموم، ولحوم والسباع من صفة العدوان وخبث اللحم⁽¹⁵⁾

انہیں جب انسان اپنی خوراک میں استعمال کرتا ہے تو اس سے حیا اور عزت و ناموس رخصت ہو جاتی ہے۔ الغرض حق جل شانہ نے بہت سی چیزوں کو حرام فرمایا کہ یہ چیزیں گندی اور ناپاک ہیں، ان کے استعمال سے انسان کا قلب اور اس کی روح گندی اور ناپاک ہو جاتی ہے۔ حلال چیزوں کے کھانے سے قلب میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور حرام چیزوں کے استعمال سے دل سے اللہ کی محبت رخصت ہو جاتی ہے اور قلب اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے خالی ہو جاتا ہے۔

حلال کی تعریف:

"الحلال فی الشرع ما اباحہ الكتاب والسنة ای ما اباحہ الله وضدہ الحرام"⁽¹⁶⁾

شریعت میں حلال وہ جسے قرآن و حدیث نے مباح قرار دیا ہے اور حلال کے مقابلے حرام ہے۔

حرام کی تعریف:

حرام کا لغوی معنی ممنوع، ناجائز اور روک دیا جانا، ایسا فعل جس سے روکنا مقصود ہوتا ہے اس کو حرام کہا جاتا ہے۔⁽¹⁷⁾

الحرام ما طلب الشارع تركه علی وجه الحتم والالزام⁽¹⁸⁾

حرام وہ فعل ہے جس کو شارع نے حتمی اور لازمی طور پر ترک کرنے کا مطالبہ کیا ہو۔

مکروہ کی تعریف:

مکروہ، محبوب کی ضد ہے اور یہ لفظ مکروہ یا مکروہ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، جس کا معنی ہے سخت ناپسندیدگی، ناگواری، کسی آدمی کا ایسے کام پر مجبور کیا جانا جو اسے طبعاً ناپسند ہو۔⁽¹⁹⁾

مکروہ کی اصطلاحی تعریف:

هو ما طلب الشارع تركه لاعلی وجه الحتم والالزام⁽²⁰⁾

مکروہ، وہ شئی یا وہ فعل ہے کہ شارع نے جس کے ترک کرنے کا مطالبہ حتمی اور لازمی طور پر نہ کیا ہو۔

مکروہ کی اقسام:

احناف کے نزدیک مکروہ کی دو قسمیں ہیں:

1۔ مکروہ تحریمی (جو حرام کے نزدیک تر ہو)

2۔ مکروہ تنزیہی (جو حلال کے نزدیک تر ہو)⁽²¹⁾

مکروہ تحریمی کی تعریف:

الفعل الذی طلب الشارع من المكلف الكف عنه طلباً جازماً بدلیل ظنی⁽²²⁾

مکروہ تحریمی وہ فعل ہے، جس میں شارع مکلف سے لازمی طور پر رک جانے کا مطالبہ کرے اور وہ مطالبہ دلیل ظنی سے ثابت ہو۔

مکروہ تحریمی کا حکم:

انہ یذم فاعله، ویمدح تارکھ⁽²³⁾

اس کا حکم یہ کہ اس کے فاعل کی مذمت اور تارک کی مدح کی جاتی ہے۔

مکروہ تنزیہی کی تعریف:

ما یمدح تارکھ، ولا یذم فاعله⁽²⁴⁾

جس کے تارک کی مدح اور نہ کرنے والے کی مذمت کی جائے۔

هو الفعل الذی طلب الشارع من المملکف الکف عنه طلبا غیر جازم۔⁽²⁵⁾

مکروہ تنزیہی وہ ہے، جس میں شارع مکلف سے کسی کام کو ترک کرنے کا مطالبہ شدت سے نہ کرے۔

ماکان ترکھ اولی من فعل⁽²⁶⁾

جس کا چھوڑنا کرنے سے بہتر ہو۔

صدر الشریعہ (متوفی: 747ھ) فرماتے ہیں: مکروہ تنزیہی حلال سے (حرام کی نسبت) زیادہ قریب ہے اور مکروہ تحریمی حرام کے زیادہ قریب ہے۔⁽²⁷⁾

امام تفتازانی (متوفی: 792ھ) نے اس کی تفسیروں کی ہے کہ اس کے فاعل پر کوئی سزا نہیں، جبکہ تارک کو کچھ ثواب ہے۔ مکروہ تحریمی کے حرام سے قریب ہونے کا مطلب ہے کہ وہ ممانعت سے متعلق ہوتا ہے، البتہ وہ عذاب کا مستحق نہ ہوگا، جیسے شفاعت سے محروم ہو جانا، بلکہ امام محمد رحمہ اللہ (متوفی: 189ھ) تو فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی دراصل مکروہ نہیں ہوتا بلکہ حرام ہوتا ہے۔ اسے مکروہ تحریمی اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ دلیل ظنی سے ثابت ہے، اگر دلیل ظنی سے ثابت نہ ہوتا تو وہ حرام ہی ہوتا ہے۔⁽²⁸⁾

احناف کی دقت نظری:

احناف نے جیسے فرض اور واجب کے باریک فرق کو بیان کیا ہے اسی طرح حرام اور مکروہ تحریمی کے فرق کو بھی صرف احناف نے ہی بیان کیا ہے کہ حرام وہ ہے، جس میں دلیل قطعی کی بنا پر فعل سے رکنے کا لازمی مطالبہ ہوتا ہے، جبکہ مکروہ تحریمی وہ ہے، جس میں دلیل ظنی کی بنا پر فعل سے رکنے کا لازمی مطالبہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احناف نے مکروہ کی دو اقسام تحریمی اور تنزیہی کو بیان کیا ہے، جبکہ غیر احناف کے ہاں حرام اور مکروہ تحریمی کے مابین

کوئی فرق نہیں ہے۔ مکروہ غیر آحناف کے ہاں وہی ہے جو کہ آحناف کے ہاں مکروہ تنزیہی ہے کہ اس کے چھوڑنے پر مدح اور اس کے کرنے پر مذمت ہے۔⁽²⁹⁾

حلال و حرام اور مکروہ تحریمی و تنزیہی کی تعریفات ذکر کرنے کے بعد اب جلالہ کا لغوی و اصطلاحی معنی ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ فقہاء اربعہ کا موقف ذکر کیا جاتا ہے۔

جلالہ کا لغوی معنی:

"جَلَّالَه" کا لفظ "جَلَّه" سے نکلا ہے جس کا معنی پاخانہ یا پالید کے ہیں۔

جلالہ کی اصطلاحی تعریف:

الجلالة الدابة التي تتبع النجاسات وتاكل الجلبة۔

اصطلاح میں "جلالہ" اس جانور کو کہتے ہیں جس کی مستقل خوراک ناپاک اور گندی چیزیں ہوں۔⁽³⁰⁾

احادیث میں جلالہ کا ذکر:

فتح مکہ کے دن حضور نبی اکرم ﷺ نے جلالہ جانور کا دودھ پینے اور اس کے گوشت کھانے سے منع فرمایا طبرانی کی حدیث ہے:

عن ابن عمر، قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الفتح عن لحوم الابل والجلاله والبانها⁽³¹⁾
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح (مکہ) کے دن جلالہ اونٹ کے گوشت (کھانے سے) اور ان کے دودھ (پینے) سے منع فرمایا۔

مسند امام احمد بن حنبل کی حدیث میں جلالہ جانور کے گوشت کھانے اور اس پر سواری کرنا بھی منع کیا گیا۔
عن عمرو بن شعيب، عن ابيه عن جده قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لحوم
الخير الا هلية، وعن الجلالة، عن ركوبها واكل لحومها⁽³²⁾

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے اور گندی اشیاء کھانے والے جانور پر سواری کرنے اور ان کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما: قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الابل والجلالة ان ياكل لحمها ولا يشرب لبنها ولا يحمل عليها الا الادم ولا يذكيها الناس حتى تعلف اربعين ليلة۔⁽³³⁾

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث میں جلالہ اونٹ کے گوشت کھانے، اس کا دودھ پینے اور اس پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا سوائے چمڑے کے اور کوئی چیز نہ لادی جائے۔ اگر اس کو پاکیزہ کرنا ہو تو اس کو

چالیس دن چارہ کھلایا جائے۔

حضرت سعید بن ابوعرابہ رضی اللہ عنہ نے قتادہ سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندگی کھانے والے اونٹوں کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔⁽³⁴⁾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلالہ کے گوشت کو کھانے اور اس کا دودھ پینے سے بھی منع فرمایا ہے۔⁽³⁵⁾

ان احادیث میں ذکر ہوا کہ جلالہ یعنی نجاست کھانے والے تمام چرند و پرند چاہے وہ گائے، بھینس اور بھیڑ، بکری کی طرح حلال ہی کیوں نہ ہوں ان کا گوشت اور دودھ وغیرہ سب ناپاک اور ناقابل استعمال ہیں۔ البتہ اس حکم سے وہ جلالہ چرند و پرند مستثنیٰ ہیں جنہیں ذبح کرنے سے پہلے دو تین دن تک گھر میں بند کیا گیا ہو یا نجاست سے دور رکھا گیا ہو۔

جلالہ حیوان کے بارے میں فقہاء اربعہ کا موقف

جلالہ (جانوروں اور پرندوں) کے متعلق فقہاء کرام کی مختلف آراء ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

شوافع کا موقف:

شوافع کے نزدیک حلال حیوان میں اگر گندگی و نجاست کھانے کی وجہ سے بدبو پیدا ہو تو (اس کا گوشت کھانا، دودھ پینا، انڈے کھانا وغیرہ) مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں۔ اگرچہ اس کی خوراک صرف نجاست ہی کیوں نہ ہو۔⁽³⁶⁾

جلالہ حیوان میں اگر گندگی و نجاست کھانے کی وجہ سے بدبو پیدا ہو جائے تو شوافع کے نزدیک اونٹ کو چالیس دن، گائے بھینس کو تیس دن، بھیڑ بکری کو سات دن اور مرغی وغیرہ کو تین دن بند رکھا جائے گا۔ اس دوران اس کو پاک صاف خوراک کھلا کر بعد میں ذبح کر کے گوشت کھانا یا اس کا دودھ وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے۔⁽³⁷⁾

(شوافع کے نزدیک جلالہ حیوان کی کراہت یا عدم کراہت کا حکم اس میں بدبو پیدا ہونے کی وجہ سے ہوگا)

حنابلہ کا موقف:

حنابلہ کے نزدیک حلال حیوان کی مکمل یا اکثر خوراک نجاست و گندگی ہو تو وہ "جلالہ" ہے (اس کا گوشت کھانا، دودھ پینا، انڈے کھانا وغیرہ) سب منع ہیں چاہے اس سے بدبو آئے یا نہ آئے۔⁽³⁸⁾

جلالہ حیوان حنابلہ کے ایک قول کے مطابق اونٹ اور گائے کو چالیس دن جبکہ دوسرے قول کے مطابق تین دن بند رکھا جائے گا چاہے وہ جانور ہو یا پھر کوئی پرندہ ہو۔ اس دوران اس کو پاک صاف خوراک کھلا کر بعد میں ذبح کر کے گوشت کھانا یا اس کا دودھ وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے۔⁽³⁹⁾

(حتابلہ کے نزدیک جلالہ حیوان کی کراہت یا عدم کراہت کا معیار اس کی خوراک ہے)

مالکیہ کا موقف:

مالکیہ کے نزدیک "جلالہ" جانور میں کوئی کراہت نہیں، چاہے اس کی خوراک کچھ بھی ہو اور چاہے اس سے بدبو آئے یا نہ آئے۔⁽⁴⁰⁾

احناف کا موقف:

احناف کی نزدیک بھی اگر گندگی و نجاست کھانے کی وجہ سے حلال حیوان کے اندر بدبو پیدا ہو تو اس کا گوشت، دودھ، انڈے وغیرہ مکروہ ہیں۔ اس لئے کہ جب کسی حیوان کی اکثر یا غالب خوراک نجاست ہو تو اس کے اندر تبدیلی آتی ہے اور اس کے اندر بدبو پیدا ہوتی ہے۔ تو علامہ کاسانی کے مطابق اس کا کھانا ایسا ہی مکروہ ہے جیسا کہ دوسرے خراب بدبودار کھانے کی اشیاء کا استعمال مکروہ ہے۔

(گویا کہ احناف نے جلالہ حیوان کی کراہت یا عدم کراہت کا مدار، اس حیوان کی خوراک کو بنایا ہے اس کے اوپر مرتب ہونے والے اثرات کو نہیں۔ اگر مکمل یا غالب خوراک نجاست ہے تو ناجائز ہے، خوراک نجاست نہیں تو ناجائز نہیں۔) لیکن احناف کی اکثر عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک علت صرف بدبو یعنی خوراک نہیں، بلکہ خوراک کے اوپر مرتب ہونے والے اثرات ہیں گویا کہ احناف کے نزدیک دونوں چیزوں کو دیکھا جائے گا۔⁽⁴¹⁾

"احناف کے نزدیک مختلف جلالہ حیوان میں کراہت ختم کرنے کی مدت بھی مختلف ہے، اونٹ، گائے اور بھینس کو دس دن، بھیڑ، بکری کو چار دن اور مرغی وغیرہ کو تین دن تک بند رکھا جائے گا۔ اس کے بعد اس کا استعمال جائز ہو جائے گا۔"

وقدہ فی النوادر بشہر، وقیل: اربعین یوما فی الابل، وبعشرین یوما فی البقر، وبعشرة ایام فی الشاة، وثلاثة ایام فی الدجاجة⁽⁴²⁾

اور اسی کو بزاز یہ اور "شامی نے، کتاب الخطر والاباحۃ" میں ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا ہے: ان ذالک شرط فی التی لاتاکل الا الحیف، ولکنہ جعل التقدير فی الابل بشہر، وفی البقر بعشرین، وفی الشاة بعشرة⁽⁴³⁾

شامی، کتاب الذبائح، میں تجنیس کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے: وفی التجنیس: اذا کان علفہا نجاسة تحبس الدجاجة ثلاثة ایام، والشاة اربعة، والابل والبقر عشرة، وهو المختار علی الظاہر⁽⁴⁴⁾

امام ابو حنیفہ اور صاحبین کی ایک روایت کے مطابق جلالہ حیوان میں کوئی خاص مدت متعین نہیں ہے بلکہ اس کی جسامت کے حساب سے اسے بندر کھا جائے گا جب تک اس میں بدبو کا اثر زائل نہ ہو اس کا استعمال جائز نہیں جب بدبو زائل ہو جائے تو اس کا استعمال جائز ہوگا۔⁽⁴⁵⁾

مبسوط سرخسی نے ان الفاظ سے اس کی وضاحت کی ہے:

وانما يشترط ذلك في الجلالة التي لاتاكل الا الجيف، وفي الكتاب قال: تحبس ايام على علف طابغر، قيل: ثلاثة ايام، وقيل: عشرة ايام، والاصح انها تحبس الى ان تزول الرائحة المنتنة عنها؛ لان الحرمة لذلك، وهو شيء محسوس ولا يتقدر بالزمان لاختلاف الحيوانات في ذلك فيصار فيه الى اعتبار زوال المحضر، فاذا زال بالعلف الطابغر هل تناوله، والعمل عليه بعد ذلك⁽⁴⁶⁾

صاحب بدائع نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

والافضل ان تحبس الدجاج حتى يذهب ما في بطنها من النجاسة، وقوله: لان النهي ليس لمعنى يرجع الى ذاتها بل لعارض جاورها مكان الانتفاع بها حالاً في ذاته، الا انه يمنع عنه لغيره ثم ليس لحبسها، وقال تحبس حتى تطيب وهو قولهما ايضاً۔⁽⁴⁷⁾

"جلالہ" کا شرعی حکم:

جمہور فقہاء کے نزدیک جب نجاست کی وجہ سے "جلالہ" حیوان سے بدبو آنے لگے تو اس کا گوشت کھانا، اس کا دودھ پینا، اس کا انڈہ کھانا وغیرہ مکروہ ہے۔⁽⁴⁸⁾

جلالہ حیوان کو بندر کھ کر پاکیزہ غذا کھلانے کا حکم وجوبی یا کہ استحبی؟

جلالہ جانور کو ناپاک غذا سے محفوظ رکھ کر پاک غذا کھلانے کا مسئلہ وجوبی نہیں ہے؛ بلکہ استحبی اور افضلیت کا ہے، تاکہ کراہت تنزیہی سے بھی پاک ہو جائے۔⁽⁴⁹⁾

جلالہ حیوان کی نظیر:

فقہ اسلامی میں اس حوالے سے مثالیں ملتی ہیں: بھیڑ بکری کو اگر خنزیر یا کتیا کا دودھ پلایا گیا ہو تو وہ جلالہ کے حکم میں ہوگا۔ اس کو استعمال سے پہلے تطہیر کے عمل سے گزرا جائے گا۔⁽⁵⁰⁾

خنزیر کے دودھ سے پرورش شدہ بکری کے بچے کا حکم:

یہ مسئلہ انتہائی حساس اور نازک ہے، اس کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ بکری کا بچہ فی حد ذاتہ پاک اور حلال ہے؛ البتہ اتنی بات قابل غور ہے کہ ناپاک غذا سے پرورش پانے کی وجہ سے پاک ہونے یا حلال ہونے میں فرق آتا

ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں سبھی فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ بکری کے اس بچے کے گوشت میں ناپاک غذا کا اثر نمایاں طور پر ظاہر نہ ہو تو وہ بچہ بلاشبہ حلال ہے، اس کا گوشت پاک ہے اور وہ جلالہ کے حکم میں ہو جاتا ہے، اس کو اتنے دنوں تک پاک غذا کھلائی جائے کہ ناپاکی کا اثر ختم ہو جائے اور اس کے بدن سے نکلنے والی بدبو ختم ہو جائے اس کے بعد اس کا گوشت کھانا بلا کراہت جائز اور درست ہے اور اس کی قربانی بھی جائز ہے، فقہاء کی عبارات ملاحظہ فرمائے:

والحکم متعلق بالنتن، ولہذا قال اصحابنا فی جدی ارتضع بلبن خنزیر حتی کبرانہ لایکفرہ اکلہ؛ لان لحمہ لایتغیر ولا ینتن، فہذا یدل علی ان الکراہۃ فی الجلالۃ لمکان التغیر والنتن، لالتناول النجاسۃ⁽⁵¹⁾

اور اس کو "تبین الحقائق، شامی اور طحاوی علی الدر" میں ان الفاظ سے نقل کیا گیا ہے:

یحل اکل لحم جدی بلبن خنزیر، لان لحمہ لایتغیر وما غدی بہ یصیر مستهلکا لایبقی لہ اثر⁽⁵²⁾
اس کو "مبسوط سرخسی" میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

ولوان جدیا غدی بلبن خنزیر فلا یباس باکلہ؛ لانه لم یتغیر لحمہ وما غدی بہ صار مستهلکا، ولم یبق لہ اثر، وعلی ہذا نقول: لا یباس باکل الدجاجة وان كانت تقع علی الجیف⁽⁵³⁾
اور "فتاوی تاتارخانیہ" میں اس طرح کے الفاظ سے منقول ہے:

اذا ربی الجدی بلبن الخنزیر لا یباس بہ قال: معناه اذا اعتلف ایاما بعد ذلک کالجلالۃ⁽⁵⁴⁾
جلالہ مرغی: دجاجة المخللة:

فقہاء کرام نے اس بات کو واضح لکھا ہے کہ گھروں میں پلنے والی مرغیاں جن کی غذاء مستقل طور پر پاکیزہ نہیں ہوتی (کیونکہ یہ گلی کوچوں میں آزاد پھرتی رہتی ہیں) کبھی کبھی یہ اپنی غذاء نجاست سے بھی حاصل کر لیتی ہیں اور کچھ کی یہ عادت بھی بن جاتی ہے، فقہاء کرام نے ان کو کھانے سے پہلے ایک سے دو دن مجبوس رکھ کر پاکیزہ غذاء کھلانے کا حکم دیا ہے۔

کیا پولٹری فارمی مرغیوں کو "دجاجة مخللة" پر قیاس کیا جاسکتا ہے؟

پولٹری فارمی مرغیوں کی غذائی ضرورت کو پورا کرنے اور گوشت کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے "پولٹری فارم" میں مرغیوں کی غذاء میں پروٹین کی مقدار زیادہ کر دی جاتی ہے تاکہ اس کی افزائش کم وقت میں جلدی ہو جائے اور یہ پروٹین اکثر حلال ذرائع اور کبھی حرام ذرائع سے بھی حاصل کی جاتی ہے مثلاً جانوروں کے خون، مردار اور آلائش وغیرہ؛ جس وجہ سے اکثر یہ مسئلہ ابھر کر سامنے آتا ہے کہ کیا ایسی غذاء سے پرورش پانے والی مرغی "جلالہ" کے حکم میں ہوگی؟

سب سے پہلے پولٹری فارمی مرغیوں کی خوراک کا جائزہ لیا جائے اسکے بعد یہ معلوم ہو سکے گا کہ انہیں "دجاجہ مخللہ" پر قیاس کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

مرغیوں کی خوراک بنانے کے مروجہ طریقے:

عام طور پر پولٹری فارم میں مرغیوں کی خوراک بنانے کے (جن میں حرام و نجس اجزاء شامل کیے جاتے ہیں) دو طریقے رائج ہیں:

پہلا طریقہ: جس غذا کی تیاری میں حرام و نجس اجزاء شامل کیے جاتے ہیں، اس غذا کی تیاری کے مرحلہ میں ان کی حقیقت و ماہیت میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی تو ایسی خوراک کا مرغیوں کو کھلانا جائز ہے۔

دوسرا طریقہ: جس غذا کی تیاری میں حرام و نجس اجزاء شامل کیے جاتے ہیں اس کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کی تیاری کے مرحلہ میں ان کی حقیقت و ماہیت میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے تو ایسی خوراک کا مرغیوں کو کھلانا جائز ہے۔

پولٹری فارم میں جو مرغیاں تیار ہو کر بازار میں آتی ہیں ان کے گوشت میں (ایسی خوراک کھانے کی وجہ سے) کسی قسم کا کوئی تغیر نہیں ہوتا، اور ان کے گوشت میں بدبو بھی نہیں ہوتی جو کراہت کا سبب بنے۔ کیونکہ پولٹری فارم میں مرغیوں کے لئے جو خوراک تیار ہوتی ہے پہلے تو ان کی تیاری میں ان کی حقیقت و ماہیت بدل جاتی ہے، حقیقت و ماہیت کے بدل جانے کے بعد اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔ لہذا ان پر "جلالہ" ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

دجاجہ مخللہ کے بارے میں وضاحت:

گلی کوچوں میں پھرنے والی مرغی کے مکروہ نہ ہونے کی تصریح فرمائی ہے:

ولایکره اکل الدجاج المخلی، وان کان یتناول النجاسة لانه لا یغلب علیہ اکل النجاسة بل یخلطها لغيرہا وهو الحب، والافضل ان یحبس الدجاج حتی یذهب مافی بطنها من النجاسة۔⁽⁵⁵⁾

اور گلیوں میں پھرنے والی مرغی کا کھانا مکروہ نہیں ہے، اگرچہ وہ نجاست کو کھاتی ہو، اس لئے کہ اس میں نجاست کو کھانا غالب نہیں ہوتا بلکہ وہ نجاست کو غیر نجاست کے ساتھ ملا دیتی ہے اور وہ (غیر) دانہ ہے، افضل اور بہتر یہ ہے کہ اس مرغی کو بند رکھا جائے یہاں تک کہ اس کے پیٹ میں جو نجاست موجود ہے وہ ختم ہو جائے۔

فاما الدجاجة المخللة التي تاكل النجاسة ايضاً قالوا لا يكره لانها تخلصها بغيرها ولان الجلالة ينتن لحمها ويتغير ولحم الدجاجة لا ينتن ولا يتغير ثم الجلالة اذا حبست ايام حتى تعتلف ولا تاكل النجاسة تحل وعن ابي حنيفة رحمه الله روايتان في رواية محمد لم يوقت الحبس بل يحبس حتى يطيب لحمها ويذهب نتنه وفي رواية ابي يوسف رحمه الله مقدّر ثلاث ايام فاما الدجاجة فقد روى عن ابي يوسف رحمه الله انها لا تحبس لانه لا ينتن لحمها ولكن المستحب ان تحبس يوماً او يومين۔⁽⁵⁶⁾

"دجاجہ مخلاہ" جو نجاست بھی کھاتی ہو فقہائے کرام نے فرمایا کہ وہ مکروہ نہیں اس لیے کہ "جلالہ" کا گوشت بدبو دار اور خراب ہو جاتا ہے اور اس مرغی کا گوشت بدبودار بھی نہیں ہوتا۔ اور خراب بھی نہیں ہوتا، پھر "جلالہ" کو کچھ دن بند کر کے رکھا جائے گا یہاں تک کہ وہ چارہ کھانے لگے اور نجاست نہ کھائے تو حلال ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلے میں دو روایتیں منقول ہیں، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق اس "جلالہ" کو بند رکھنے کی مقدار مقرر نہیں بلکہ اس کو بند رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس کا گوشت طیب ہو جائے اور اس سے بدبو چلی جائے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق "جلالہ" کو بند رکھنے کی مدت تین دن ہے، رہی مرغی تو حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اس کو بند نہیں رکھا جائے گا اس لئے کہ اس کا گوشت بدبودار نہیں ہوتا لیکن مستحب یہ ہے کہ اس کو بھی ایک یا دو دن بند رکھا جائے۔

شامی کی عبارت ہے:

لاباس باکل الدجاج لانه يخلط ولا يتغير لحمه⁽⁵⁷⁾

"مرغی کو کھانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ وہ ملا جلا کھاتی ہے۔"

اسی طرح ان کے انڈے کھانے کا حکم ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مرغی کے انڈوں کو کھانے کا ارادہ کرتے تو اس (مرغی) کو تین دن بند رکھتے تھے۔⁽⁵⁸⁾

ایسے حیوان جن کی غذا ناپاک اجزاء سے ملکر تیار کی گئی ہو جب تک ان میں بدبو پیدا نہ ہو وہ "جلالہ" کے حکم میں نہیں ہوں گے۔ (احتیاطاً ان کو ذبح کرنے سے پہلے دو سے تین دن بند رکھ کر پاکیزہ غذاء کھلائی جائے تاکہ مکروہ تنزیہ سے منزہ ہو جائے)

صاحب بدائع نے ان الفاظ کے ساتھ وضاحت کی ہے:

ولهذا قال اصحابنا في جدی ارتضع بلبن خنزير حتى كبر، انه لا يكره اكله؛ لان لحمه لا يتغير ولا ينتن، فهذا يدل على ان الكرمه في الجلالة لمكان التغير والنتن لا تناول النجاسة، ولهذا اذا خلطت لا يكره، وان عجد تناول النجاسة؛ لانها لا تنتن، فدل ان العبرة للنتن لا لتناول النجاسة، والافضل ان تحبس الدجاجة حتى يذهب ما في بطنها من نجاسة⁽⁵⁹⁾

حافظ الدین بزازی نے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

وفي النوادر: جدی غدی بلبن الخنزير لا باس باكله، فعلى هذا لا باس باكل الدجاج، لان لحمه لا يتغير وما غدى به صار مستهلكا لا يبقى له اثر، وما روى عنه صلى الله عليه وسلم انه يحبس ثلاثة للتنزيه، وانما يشترط ذلك في الجلالة التي لا تاكل الا الجيف وما يخلط وياكل غيره ايضاً على وجه لا يظلم اثره في لحمه لا باس به⁽⁶⁰⁾

جلالہ مچھلی کا حکم:

انسان اپنی غذائی ضروریات کا بیشتر حصہ مچھلی سے حاصل کرتا ہے۔ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی مانگ میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے "فش فارم" کی اندسٹری وجود میں آئی۔ تاکہ ضرورت کو پورا کیا جاسکے۔ پھر کم وقت میں (کھانے کے قابل) جلدی مچھلی تیار کی جانے لگی تاکہ غذائی ضرورت کو پورا کیا جاسکے۔ ان کی خوراک میں بھی حلال و حرام اشیاء شامل کی جاتی ہیں۔ جس وجہ سے اکثر ان کی حلت یا حرمت اور ان کے جلالہ ہونے کے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

مچھلیوں کی خوراک کے اعتبار سے درجہ بندی:

کچھ مچھلیاں پودوں سے خوراک کھاتی ہیں۔ مثلاً تھیلا اور سلور کچھ مچھلیاں ملی جلی خوراک کھاتی ہیں جیسے پودے، جانور اور کیڑے مکوڑے، گھونگے اور سپیاں وغیرہ ان میں گغام، رہو، مورا کھا وغیرہ مچھلیاں شامل ہیں۔ کچھ مچھلیاں گوشت خور ہوتی ہیں۔ انہیں شکاری مچھلیاں بھی کہا جاتا ہے ان میں کھکھ، سنگھاڑا، سول اور ملی مچھلی وغیرہ شامل ہیں۔ جو مچھلیاں ناپاک غذاء سے پرورش پاتی ہیں اگر ان مچھلیوں سے ناپاکی کی بدبو نہیں آتی ہے، تو ان مچھلیوں کو کھانا بلا کر اہت جائز اور حلال ہے، نیز مچھلیوں کے بارے میں فقہاء کی تصریحات موجود ہیں کہ ناپاک غذاء اور ناپاک پانی سے پرورش پانے والی مچھلیاں بلا کر اہت حلال ہیں؛ اس لئے مچھلیوں کے "جلالہ" ہونے کے بارے میں کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔ اور اس کو "تاتار خانیہ" میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔

سئل علی بن احمد ویوسف بن محمد عن السمک اذا اخذت، وارسلت فی الماء النجس، فکبرت فیه؟ فقال: لا یاس باکلھا للحال⁽⁶¹⁾

در مختار اور شامی میں اس طرح کے الفاظ سے نقل کیا گیا ہے۔

السمک الذی مات بافة ولو متولد فی ماء نجس (وتحتہ فی الشامیہ): فلا یاس باکلھا للحال لحله بالنص، وکونه یتغذى بالنجاسة لا یمنع حله⁽⁶²⁾

اور اس کو بزاز یہ میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

ارسلت السمک فی الماء النجس، فکبر فیه لا یاس باکلھا فی الحال⁽⁶³⁾

اور شامی میں مچھلی اور جلالہ کے بارے ایک فرق یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جب تک اس میں نجاست کے آثار اور بدبو ظاہر نہ ہوں تو وہ عام مچھلی کی طرح بلاشبہ حلال ہے، اور اگر نجاست کے اثرات اس کے گوشت میں ظاہر اور نمایاں ہو جائیں تو وہ جلالہ کے حکم میں ہو جائے گی۔

وينظر الفرق بين السمكة والجلالہ، بان تحمل السمكة على ما ذالم تنتن، ويراد بالجلالہ المنتنة⁽⁶⁴⁾ تو معلوم ہوا کہ جلالہ ہونے کا سارا مدار گوشت کے بدبودار ہو جانے پر ہے، لہذا اگر گوشت بدبودار نہ ہو اور نجاست کا کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو اس کا کھانا بلاشبہ اور بلا کر اہت حلال اور جائز ہے۔⁽⁶⁵⁾

حلال حیوان کو نجس و ناپاک چیزیں کھلانے کا حکم؟

یہ بات تقریباً حتمی ہے کہ حیوانات کے لیے تیار کی جانے والی خوراک میں ناپاک و نجس چیزیں شامل کی جاتی ہیں مثلاً مردار جانور اور خون وغیرہ۔ ماہرین کے مطابق ان کی خوراک کی تیاری میں خنزیر کی چربی کا بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے، کیونکہ وہ اس کام میں بہت مفید ہے۔ تو کیا اس طرح کی غذا جانوروں کو کھلانا جائز ہے؟۔

سب سے پہلے یہ بات مد نظر ہونی چاہیے کہ ان میں ناپاک و نجس اشیاء کی مقدار کتنی ہے اور پاک اشیاء کی مقدار کتنی ہے؟ موجودہ دور میں حیوانات کی خوراک میں خالص نجاستیں نہیں کھلائی جاتیں بلکہ ناپاک و نجس چیزیں مغلوب اور پاک چیزیں غالب ہوتی ہیں جس کی وجہ سے حیوانات کی مروجہ خوراک نجس نہیں، بلکہ متنجس ہے اور انتفاع من النجس ناجائز ہے انتفاع من المتنجس ہر وقت ناجائز نہیں ہوتی۔

اور اگر ان غذاؤں کی تیاری کے مراحل میں ناپاک چیزوں کی حقیقت تبدیل ہو جاتی ہے تب تو ان غذاؤں کا کھلانا تمام فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔ علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 970ھ) نے ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے متعلق ذکر کیا، ان میں ساتویں چیز حقیقت کی تبدیلی ہے۔ فرماتے ہیں: ناپاک کو پاک کرنے والی ساتویں چیز "انقلاب العین" (حقیقت کی تبدیلی) ہے۔⁽⁶⁶⁾

اگر حقیقت تبدیل نہیں ہوتی تو اس طرح کی غذا جانوروں کو کھلانے کے متعلق فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ احناف کے نزدیک معتبر قول یہی ہے کہ نجس اشیاء سے تیار کردہ ماکول اللحم جانوروں کو کھلانا درست نہیں۔⁽⁶⁷⁾ لیکن مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک جائز ہے کشف القناع میں ہے:

ويجوز ان تعلق النجاسة الحيوان الذي لا يذبح قريباً أولاً يحلب قريباً⁽⁶⁸⁾

جس جانور کو ابھی ذبح نہ کرنا ہو یا ابھی جس سے دودھ نہ نکالنا ہو تو اسے نجاست کھلانا جائز ہے۔

شوافع کے نزدیک ماکول اللحم جانور کو ناپاک اشیاء کھلانا جائز ہے:

لوعجن دقيق بماء نجس وخبزه فهو نجس يحرم اكله ويجوز ان يطعمه لشاء او بعير او بقرة ونحوها، نص عليه الشافعي رحمة الله عليه⁽⁶⁹⁾

اگر ناپاک پانی سے آنا گوندھ کر اس سے روٹی پکائی گئی، تو اس کا کھانا حرام ہے، اور اسے بکری، اونٹ، گائے وغیرہ کو کھلانا جائز ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے صراحت فرمائی ہے۔

نجاست اور پاک غذا دونوں کھانے والے حیوان کا حکم:

ایسا حیوان جو نجاست بھی کھاتا ہو اور پاک اور صاف ستھری غذا بھی کھاتا ہو اور گندگی کھانے کی وجہ سے اس کے جسم اور گوشت سے بدبو ظاہر بھی نہ ہوتی ہو، تو اس کو بند رکھے بغیر، ذبح کر کے کھانا بلا کراہت جائز اور درست ہے؛ اس لئے کہ وہ جلالہ کے حکم میں داخل نہیں ہے؛ اس کو امام زبیلی نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے:

اما التي تخلط بان تتناول النجاسة والجيف، وتتناول غيرها على وجه لا يظہر اثر ذالك في لحمها فلا باس به، ولهذا يحل اكل لحم جدى، غدى بلبن، الخنزير؛ لان لحمه لا يتغير وما غدى به يصير مستهلكا لا يبقى له اثر، وعلى هذا قالوا: لا باس باكل الدجاج؛ لانه يخلط ولا يتغير لحمه⁽⁷⁰⁾

اس کو مبسوط سرخسی میں اور مزید واضح الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا:

لوان جدیا غدی بلبن خنزیر فلا باس باكله؛ لانه لم يتغير لحمه، وما غدى به صار مستهلكا، ولم يبق له اثر، وعلى هذا نقول: لا باس باكل الدجاجة وان كانت تقع على الجيف؛ لانها تخلط ولا يتغير لحمها ولا ينتن⁽⁷¹⁾

اور شامی میں اس کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا گیا ہے:

لانكره الدجاجة المخلاة، وان اكلت النجاسة يعنى اذالم تنتن بها لما تقدم؛ لانها تخلط ولا يتغير لحمها⁽⁷²⁾

خلاصہ کلام:

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے جہاں اور بہت سے شرعی احکامات کا بجالانا ضروری ہے وہیں یہ بھی لازم ہے کہ حلال چیزیں کھانے کا اہتمام کیا جائے اور حرام و مکروہ چیزوں کے کھانے سے اجتناب کیا جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جب کسی کمپنی کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے تو جس طرح حلال کی دوسری اہم چیزوں کو معیار بنایا جاتا ہے (کہ جانور حلال ہو، جانور شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو وغیرہ) اسی طرح جلالہ کو بھی زیر بحث لایا جائے۔ مثلاً

- حلال سرٹیفکیشن کے وقت جلالہ حیوان کے بارے میں فقہاء کی آراء کو مد نظر رکھا جائے۔
- جلالہ حیوان کا شرعی جائزہ لیا جائے۔
- (اونٹ، گائے، بھینس، بکرا، پولٹری فارمی مرغی، شتر مرغ اور مچھلی وغیرہ کا) لیبارٹری ٹیسٹ کیا جائے کہ یہ جلالہ تو نہیں۔

حوالہ جات

- ¹ آل عمران: 19
- ² المائدہ: 3
- ³ المائدہ: 4
- ⁴ البقرہ: 172
- ⁵ طہ: 81
- ⁶ البقرہ: 168
- ⁷ النحل: 114
- ⁸ الاعراف: 157
- ⁹ المنجر: 526
- ¹⁰ النساء: 3
- ¹¹ النساء: 4
- ¹² اصفہانی: حسین بن محمد بن مفصل بن محمد، المفردات فی غریب القرآن (متوفی: 502)، اسلامی اکادمی 17۔ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور، 2/85
- ¹³ آلوسی: ابو الفضل شہاب الدین سید محمود بن الحسین آلوسی (متوفی 1270ھ)، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔ لبنان دار احیاء التراث العربی، 5/77
- ¹⁴ ابن عاشور: محمد طاہر بن محمد بن محمد طاہر بن عاشور (متوفی: 1973ء) التحریر والتبویر 2/102، تونس، الدرالتونسیہ 1984ء
- ¹⁵ موسوعۃ الفقہ الاسلامی: 4/285
- ¹⁶ التعریقات: 21
- ¹⁷ ابراہیم مصطفیٰ: المعجم الوسیط بیروت، لبنان: دار احیاء التراث، 1956ء، 1/169
- ¹⁸ وصیہ الزحیلی، (متوفی: 1436ھ) اصول الفقہ، 1/80
- ¹⁹ ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی بن احمد بن منظور افریقی، (متوفی: 711ھ) لسان العرب، مکتبہ دار اصاادر، بیروت 1414ھ 535:12
- ²⁰ وصیہ الزحیلی، اصول الفقہ، 1/83

- ²¹ امیر الحاج، علامہ شمس الدین ابن امیر حاج حلبی، التقرير والتحجير، 3/80
- ²² امیر بادشاہ، محمد امین، تيسير التحرير، مصطفى الباني الحلبي، مصر 1351ھ، 2/135
- ²³ امیر بادشاہ تيسير التحرير، 2/125
- ²⁴ شوکانی، ابو علی محمد بن علی بن شوکانی (متوفی: 1250ھ)، ارشاد الفحول الى تحقيق الحق من علم الاصول، 1/24
- ²⁵ امیر بادشاہ تيسير التحرير، 2/135
- ²⁶ ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزيز عابدین دمشقی (متوفی: 1252ھ)، رد المختار علی در المختار شرح تنویر الابصار، 1/98
- ²⁷ صدر الشریعہ، عبید اللہ بن مسعود (متوفی: 747ھ)، التوضیح علی التفتیح مع شرحه المسمی بالتلویح، 2/686
- ²⁸ تفتازانی، مسعود بن عمر بن عبد اللہ تفتازانی (متوفی: 792ھ)، التلویح الی کشف غوامض التفتیح، 2/686
- ²⁹ ماخوذ: الحکم الشرعی، ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج القرآن، سبکدش: 172
- ³⁰ حصکفی، محمد بن علی بن محمد علاء الدین الحصکفی (متوفی: 1088ھ)، الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، ص: 647
- ³¹ طبرانی، سلیمان ابن احمد ابن الطبرانی (متوفی: 360ھ)، المعجم الکبیر للطبرانی، 12، 408
- ³² مسند احمد، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (متوفی: 241ھ)، مسند احمد، 11/616۔ سنن ابی داؤد، الطعیم، باب فی اکل لحموا اللحم الاھلی، حدیث 3811
- ³³ نیشاپوری، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری (متوفی: 405ھ)، المستدرک علی الصحیحین، ج 2 ص 39۔ دار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی دار قطنی (متوفی: 385ھ)، سنن دار قطنی، ج 4 ص 283۔
- ³⁴ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک ترمذی (متوفی: 279ھ)، سنن ترمذی، 1825، مسند احمد ج 1 ص 241، المستدرک للحاکم ج 2 ص 34
- ³⁵ بیہقی، ابو بکر احمد بن الحسن بن بیہقی (متوفی: 458ھ)، السنن الکبریٰ بیہقی، ج 9 ص 333
- ³⁶ اسنی المطالب فی شرح روض الطالب، ج، ص 568
- ³⁷ حاشیا قلیوبی و عمیرۃ علی شرح الحلی، ج 4 ص 261
- ³⁸ المغنی، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ (متوفی: 620ھ)، المغنی لابن قدامہ، مکتبہ القاہرہ: ج 9، ص 414-413
- ³⁹ المغنی لابن قدامہ: ج 9 ص 413/414 مکتبہ القاہرہ
- ⁴⁰ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد عبد الرحمن المغربی (متوفی: 954ھ)، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، ج 3، ص 229
- ⁴¹ حیوانات کی خوراک کی شرعی معیار: ص 186۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: ج 5 ص 40

- ⁴² تبیین الحقائق، کتاب الکراہیہ، مطبع زکریا 24/7، کراچی 6/19
- ⁴³ شامی مع الدر، زکریا 9-491، کراچی 341/6، فتاویٰ بزازیہ علی بامش الہندیہ زکریا 6/302
- ⁴⁴ شامی مع الدر، کتاب الذبائح، زکریا 9/444، کراچی 6/306
- ⁴⁵ رد المحتار علی الدر المختار: ج 1 ص 149 مکتبہ احیاء التراث
- ⁴⁶ السر خسی، محمد بن احمد ابی سہل بنس الاممہ السر خسی (متوفی: 483ھ)، المبسوط للسر خسی، کتاب الصيد 11/256
- ⁴⁷ الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد الکاسانی، (متوفی: 587ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الذبائح والصيد، 4/154
- ⁴⁸ المغنی لابن قدامہ، ج 9، ص 414، 413 (حیوانات کی خوراک)۔۔۔ 182
- ⁴⁹ غذائی مصنوعات کا حکم اور حلال سرٹیفکیٹ کا اجراء شرعی اصول اور شرائط و معیارات: 319 ایفا پبلیکیشنز
- ⁵⁰ برہان الدین محمود بن تاج الدین برہان (متوفی: 616ھ)، الحیظ البرہانی فی الفقہ النعمانی: ج 6/75
- ⁵¹ بدائع صنائع، زکریا دیوبند کتاب الذبائح 4/154
- ⁵² تبیین الحقائق، کتاب الکراہیہ، زکریا دیوبند جدید 7/شامی کراچی 6/341، زکریا 9/491، رقم: 492، طحاوی علی الدر کوئٹہ 4/172، فتاویٰ بزازیہ علی بامش الہندیہ 6/302
- ⁵³ مبسوط سر خسی 11/255
- ⁵⁴ عالم بن علاء الدین الانصاری الہندی حنفی (متوفی: 786ھ) زاد المسافر فی الفروع المعروف فتاویٰ تاتارخانیہ، زکریا 18/140، رقم: 28293 (ماخوذ: غذائی مصنوعات کا حکم اور حلال سرٹیفکیٹ کا اجراء شرعی اصول اور شرائط و معیارات: 328 ایفا پبلیکیشنز)
- ⁵⁵ الہندیہ: 5، 290 مکتبہ رشیدیہ (فقہ الحلال: 294)
- ⁵⁶ تحفۃ الفقہاء، 3، 65
- ⁵⁷ شامی 2/217
- ⁵⁸ عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی (متوفی 211ھ)، مصنف عبد الرزاق: 8717
- ⁵⁹ بدائع الصنائع، زکریا 4/154
- ⁶⁰ بزازیہ علی بامش الہندیہ 6/302 مبسوط سر خسی 11/256
- ⁶¹ الفتاویٰ التاتارخانیہ 18/492، رقم: 29710
- ⁶² در مختار مع الشامی، زکریا 9/444، کراچی 6/306
- ⁶³ بزازیہ علی بامش الہندیہ 6/301

⁶⁴ شامی، زکریا 9/445، کراچی، 6/307

⁶⁵ ماخوذ: غذائی مصنوعات کا حکم اور حلال سرٹیفکیٹ کا اجراء شرعی اصول اور شرائط و معیارات: 322، 323 ایفا پبلیکیشنز

⁶⁶ البحر الرائق 1/239

⁶⁷ ماخوذ: غذائی مصنوعات کا حکم اور حلال سرٹیفکیٹ کا اجراء شرعی اصول اور شرائط و معیارات: 365

⁶⁸ منصور بن یونس بن ادریس البھوتی (متوفی: 1051ھ)، کشاف القناع عن متن الاقناع، 6/194

⁶⁹ المجموع 9/29

⁷⁰ تبیین الحقائق، کتاب الکراہیۃ زکریا 7/24، کراچی، 6

⁷¹ مبسوط سرخسی، کتاب الصيد 11/255

⁷² شامی، کتاب الذبائح، زکریا 9/445، کراچی، 6/306 (ماخوذ: غذائی مصنوعات کا حکم اور حلال سرٹیفکیٹ کا اجراء

شرعی اصول اور شرائط و معیارات: 332، 333 ایفا پبلیکیشنز